رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

روزنامہ

الفضل

لاہور پاکستان

یومیہ چہارشنبہ

فی پرچہ ۲

PAKISTAN
GOVT.
16 NOV. 47
10.30 A.M.

PLEASE SUPPLY A PACKET OF
REGD. NO. L 4
Rs. 1/8/-
Name
Address

جلد ۱ | ۱۲ ماہ نبوت ۱۳۲۶ ہش | ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۶۶ ھ | ۱۲ نومبر ۱۹۴۷ء | نمبر ۴۹

اخبار احمدیہ

لاہور ۱۱ ماہ نبوت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق تین بجے دوپہر کی اطلاع منظر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت سردرد اور کمر درد کی وجہ سے ناساز ہے احباب دعائے صحت فرمائیں۔

کل ۱۲ بجکر ۵ منٹ پر مشتمل کہ سوائے بخیریت قادیان سے لاہور پہنچ گیا۔ اس میں بہت سے احباب تشریف لائے

افسوس جناب مرزا غلام نبی صاحب سن گرامرتسری چند دنوں کی علالت کے بعد وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے نہایت مخلص احمدی اور موصی تھے۔ بعد نماز ظہر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ احباب بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

کشمیر

کشمیر کے متعلق نہایت ہی توہین خبریں آرہی ہیں جن لوگوں نے یہ خیال کیا ہوا تھا۔ کہ کشمیر کا سوال چند دنوں میں حل کیا جاسکتا ہے۔ نہ صرف ان کی غلطی ان پر واضح ہوگئی۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی ان کی غلطی کا خمیازہ بھگتنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ بڑھی ہوئی امیدوں کا نتیجہ جب حسب امید نہیں نکلتا۔ تو لوگ اس بات کے سوچنے کی طاقت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں کہ حالات کے مطابق کتنا نتیجہ نکلنا چاہیئے تھا اور وہ صرف یہی سر پیٹتے ہیں۔ کہ جو کچھ ہمیں کہا گیا تھا اتنا نتیجہ نہیں نکلا۔ خواہ وہ نتیجہ جس کی وہ امید کر رہے تھے عقل اور واقعات کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس کی وجہ سے وہ لوگ دل چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اور مجبوری کے بغیر کمزوری دکھانے لگ جاتے ہیں۔

ایک نقصان یہ بھی ہوتا ہے اور ہوا ہے کہ جب مبالغہ آمیز خبریں شائع کی جائیں۔ تو دشمن بہت زیادہ ہوشیار ہو جاتا ہے جب کشمیر میں انڈین یونین کی فوجیں آئیں۔ تو شروع میں وہ صرف ایک بریگیڈ بھجوانا کافی سمجھتے تھے لیکن پاکستان سے جب یہ آوازیں اٹھنی شروع ہوئیں۔ کہ پچاس ہزار مجاہد سرینگر کے میدان کی طرف بڑھ رہا ہے۔ تو انڈین یونین نے تین ڈویژن کشمیر بھجوانے کا فیصلہ کر دیا۔ اور تمام ڈوگرا ہوائی جہاز جو ہندوستان میں میسر آسکتے تھے۔ ان کو اس کام پر لگا دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہمیشہ فوج بھجوانے کا ارادہ نہیں تھا۔ اتنی فوج بھجوا دی گئی۔ اور جس عرصہ میں فوج بھیجنے کا ارادہ تھا اس سے پہلے بھیجوا دی گئی۔ ہماری طرف سے صرف فخر کا اظہار ہوا۔ اور ادھر سے کام ہوگیا۔ اس فخر کا ہم کو کیا فائدہ ہوا؟ صرف مخالف نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور ہمارے دوستوں کو اس سے سوائے نقصان کے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔

یہ تو ایک کھلی ہوئی صداقت ہے جس کا انکار نہ حکومت پاکستان کرتی ہے۔ نہ کوئی مسلمان کرسکتا ہے۔ کہ گو پاکستان علی الاعلان جنگ میں شامل نہیں۔ لیکن وہ کشمیر کو اپنا حق سمجھتا ہے۔ اور کشمیری مسلمانوں کی آزادی اسے مطلوب ہے۔ وہ کسی صورت میں بھی پسند نہیں کرسکتا کہ کشمیر کا مسلمان ڈوگروں کا غلام بنا کر رکھا جائے۔ یا سکھوں کی کرپانوں کا نشانہ بنتا رہے۔ جب یہ ایک حقیقت ہے۔ تو اس حقیقت کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بھی تدابیر اختیار کی جانی چاہئیں۔ اور جنگ سے اتر کر جتنی تدابیر اس کام کے لئے استعمال کی جاسکتی ہیں وہ استعمال کی جانی چاہئیں۔ مثلاً اخباری پروپیگنڈا حکومت پاکستان کی نگرانی میں آجانا چاہیئے بہتر نہ ہو مگر حکومت پاکستان کا پریس نمائندہ اخبارات کو خفیہ طور پر ایسی ہدایتیں دیتا رہے۔ کہ کس قسم کی خبریں شائع کرنا تحریک کشمیر کے مخالف ہوگا۔ اور کس قسم کی خبریں شائع کرنا تحریک کشمیر کے مخالف نہ ہوگا۔ یورپ اور امریکہ کا پریس بالکل آزاد سمجھا جاتا ہے۔ لیکن وہاں بھی امور خارجہ کا ایک نمائندہ پریس کے ساتھ لگا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ ہر اہم موقعہ پر پریس کو توجہ دلاتا رہتا ہے۔ کہ اس مسئلہ کے کونسے پہلوؤں کی اشاعت آپ کے ملک کے مفاد کے لئے مضر ہوگی۔ اور کونسے پہلوؤں کی اشاعت آپ کے ملک کے مفاد کے لئے مفید ہوگی پریس بے شک آزاد ہوتا ہے۔ مگر وہ اپنے ملک کا دشمن تو نہیں ہوتا۔ امور خارجہ کے نمائندہ کی طرف سے جب ان کے سامنے حقیقت کو واضح کر دیا جاتا ہے۔ تو نوے فی صدی پریس وہی طریق اختیار کرتا ہے۔ جس کی سفارش امور خارجہ نے کی ہوتی ہے۔ دس فی صدی پریس جو اس کے خلاف کرتا ہے۔ اس کی آواز نوے فیصدی کی آواز کے پیچھے دب جاتی ہے اور مجموعی طور پر پبلک گمراہ نہیں ہوتی۔ اور دس فیصدی پریس کی آواز کو دوسرے ممالک ملک کی آواز نہیں سمجھتے۔ اس لئے اس کی آواز سے بھی نقصان نہیں پہنچتا۔ یہی طریقہ یہاں بھی اختیار کرنا ضروری تھا۔ چاہیئے تھا کہ پاکستان کا حکومت کے محکمہ امور خارجہ کا ایک افسر قورا مقرر کر دیا جاتا۔ جو پاکستان کے پریس کو براہ راست یا اپنے نمائندوں کے ذریعہ ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا رہتا۔ اس کے نتیجہ میں لازماً پاکستان کے پریس کا اکثر حصہ اس طریق کو اختیار کر لیتا۔ اور ایسے مضامین یا ایسی خبریں شائع نہ کرتا۔ جن سے کشمیر کے مسلمانوں کے مفاد کو نقصان پہنچتا۔ اور اگر کوئی حصہ اس کے مخالف بھی ہوتا تو اکثر پریس کی خبریں چونکہ اس کے خلاف ہوتیں اور ان کے مضامین بھی ان کے خلاف ہوتے۔ نہ ملک کی عام رائے اس سے متاثر ہوتی۔ اور نہ دوسرے ممالک اس کی آواز سے متاثر ہو کر کوئی ایسا قدم اٹھاتے۔ جو کشمیر کے مسئلہ کو پیچیدہ بنا دینے والا ہوتا۔ بہرحال اس وجہ سے کہ پریس کو کوئی راہ نمائی حکومت کی طرف سے حاصل نہ ہوئی وگو ہمیں معلوم ہے کہ بعض دوسرے لوگوں نے پاکستان کے پریس کے ایک حصہ کے سامنے یہ حقیقت واضح کر دی تھی۔ کہ اس قسم کی خبروں کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ دشمن ہوشیار ہو جائے گا۔ اور پاکستان اور کشمیر کے افراد کے حوصلے بعد میں جا کر پست ہو جائیں گے۔ پریس نے اپنے لئے خود ایک طریقہ انتخاب کیا جس کا نتیجہ ہمارے نزدیک ملک کے لئے مضر نکلا۔ مگر بہرحال پریس پر کوئی الزام نہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے لئے ایک ایسا طریق اختیار کر لیا تھا۔ جو ان کی سمجھ میں ملک کے لئے مفید تھا۔ ان کو تحریک کشمیر کے ذمہ دار افسروں کیطرف سے ایسی ہی اطلاعات بہم پہنچتی رہی تھیں۔ جن کی وجہ سے وہ کشمیر کے کام کو نہایت ہی معمولی سمجھتے تھے۔ اور یہ خیال کرتے تھے۔ کہ غالباً چند دن میں سارا کشمیر صاف ہو جائے گا۔ بعد کے واقعات نے اس خیال کی تردید کر دی۔ اور اب یہ معاملہ نہایت ہی پیچیدہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ درست نہیں کہ یہ مسئلہ کامیاب طور پر حل ہی نہیں کیا جاسکتا یقیناً یہ مسئلہ کامیاب طور پر حل کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ عقل اور سمجھ سے کام لیا جائے۔ اور بشرطیکہ پاکستان کا مسلمان کشمیر کی تحریک چلانے والوں کی پوری طرح امداد کرے۔ اب سردیاں آرہی ہیں۔ اور اگر کشمیر کی تحریک جاری رہی۔ تو برف میں تحریک کشمیر کو نیا کام کرنا پڑے گا۔ تحریک کشمیر میں کام کرنے والے

Digitized by Khalifa Tahir Library, Rabwah

پرنٹر و پبلشر عبدالحمید فی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں چھپوا کر دفتر ۱۳ میکلوڈ روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر فی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی

لوگ پہاڑی علاقوں کے ہیں۔ مظفر آباد، پونچھ، پاسی، میرپور، کشمیر اور سرحدی قبائل کے لوگ سب پہاڑی علاقوں کے ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ بغیر سامان کے ان علاقوں میں کام نہیں کر سکتے۔ انہیں گرم جرابوں، گرم سویٹروں، بوٹوں، پیشوں اور بھاری کمبلوں کی ضرورت چند دن میں پڑ آئے گی۔ اگر چند دن میں یہ چیزیں ان تک نہ پہنچیں۔ تو ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور یہ امر ظاہر ہے کہ جسمی تقاضوں کا مقابلہ کوئی انسان نہیں کر سکتا۔ بغیر کھانے کے سپاہی لڑ نہیں سکتا۔ اور بغیر سردی گرمی کے مقابلہ کا سامان ہونے کے سپاہی لڑ نہیں سکتا۔ ایک سپاہی سردی میں رات تو گزار سکتا ہے۔ بلکہ متواتر راتیں گزار کر اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہے۔ مگر وہ تمام اخلاص اور تمام جذبۂ ایثار کے باوجود اپنی صحت اور اپنی طاقت کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ ہر شخص جان سکتا ہے کہ ہمیں اس امر میں خوشی نہیں ہو سکتی۔ کہ ہمارے افراد نے قربانی کر کے اپنی جانیں دے دیں۔ ہمیں اگر خوشی ہو سکتی ہے۔ تو اس بات میں کہ ان کی قربانی کے نتیجہ میں ہمارے بھائی آزاد ہو گئے۔ اور یہ نتیجہ تبھی نکل سکتا ہے۔ جبکہ ڈوگرہ کشمیر کے سپاہیوں کی صحتیں درست رہیں۔ اور ان کی طاقت قائم رہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ انکی صحتوں کی درستی اور طاقت کے قیام کا مدار عمدہ غذا اور سردی کو برداشت کرنے والے لباس کے مہیا ہونے پر ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مغربی پاکستان کے لوگوں کے ذمہ اس وقت مشرقی پاکستان کے پناہ گزینوں کے لباس کے مہیا کرنے کا بہت بڑا کام ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اگر کشمیر کے مجاہدین کے لئے گرم جرابوں اور گرم کپڑوں کا سامان مہیا نہ کیا گیا۔ تو وہ ہرگز سردی میں اس جنگ کو جاری نہ رکھ سکیں گے پس اس کے لئے ابھی سے ملک کو تیار ہو جانا چاہیئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ غلط امیدوں کے خلاف نتائج نکلے ہیں۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ خبریں جو شائع ہو رہی تھیں درست ثابت نہیں ہوئیں۔ اور اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ ایسے لوگوں پر کام کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ جو پورے طور پر اس کام کے اہل نہیں تھے۔ ایسے سرحدی قبائل لڑائی کے لئے آگے چلے گئے۔ جو اپنے ملک سے دور رہ کر لڑائی کے عادی نہیں۔ اور جو صرف پندرہ بیس دن تک ایک وقت میں لڑائی کر سکتے ہیں۔ وہ بہادر بھی ہیں۔ وہ جانباز بھی ہیں۔ وہ لڑائی کے دھنی بھی ہیں۔ وہ جان دینے سے بھی نہیں ڈرتے ان کے حوصلے اور ان کی قربانیوں کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ ہمیشہ سے ہی ایسی جنگ کے عادی ہیں۔ جو ان کے گھروں کے آس پاس لڑی جائے۔ وہ سو دو سو میل باہر جا کر لڑنے کے عادی نہیں۔ نسلاً بعد نسل وہ ان پہاڑیوں میں لڑنے کے عادی ہیں۔ جنہیں وہ پیدا ہوتے ہی جن کے کوٹے کو دیکھتے ہیں۔ وہ واقف ہیں۔ جن کے ہر نشیب و فراز کا ان کو علم ہے۔ جن کی ہر اونچی اور ہر چوٹی کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ پھر ان لڑائیوں میں جو لوگ لڑتے رہے ہیں۔ ان کا عقب ہمیشہ محفوظ رہا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے گھروں سے دور کبھی نکلے ہی نہیں۔ اور اس وجہ سے وہ جانتے ہی نہیں۔ کہ عقب کی حفاظت کتنی ضروری ہے کیونکہ ان کے راستے یا تو خود ان کے ہوئی بچوں کی نگرانی میں ہوتے تھے۔ یا ان کے دوست قبائل کی نگرانی میں ہوتے تھے۔ ان کے رستوں کو کوئی توڑ سکتا تھا۔ جو ان کے گھروں میں داخل ہو۔ اس لئے اپنے رستوں کی حفاظت کا خیال کبھی سرحدی قبائل کے دلوں میں پیدا ہی نہیں ہوتا۔ لیکن اپنے گھر سے دور جا کر لڑنے والی فوجوں کے لئے سب سے اہم سوال ان رستوں کی حفاظت کا ہوتا ہے۔ جہاں سے ان کو رسد پہونچتی ہے۔ اور جن کی حفاظت کے بغیر ان کا پیچھا محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس قسم کی تربیت سرحدی قبائل کی نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سرحد کے قبائل بے تحاشا آگے بڑھتے چلے گئے انہوں نے یہ نہ سوچا کہ ان کا پیچھا کون سنبھالیگا کیونکہ پیچھا سنبھالنے کا خیال کبھی ان کے دل میں پیدا ہی نہیں ہوا۔ وہ ہمیشہ اپنے گھر کی پہاڑیوں میں لڑتے رہے۔ اور ایسی پہاڑیوں میں وہ لڑتے رہے ہیں۔ جن کی چپہ چپہ زمین کے وہ واقف ہیں۔ جب وہ اپنے ملک سے دور جا کر اپنی عادت کے مطابق لڑے تو دشمن کو کئی موقعوں پر ان کا پیچھا روک لینے کا موقعہ مل گیا۔ اور اس سے ان کو بہت نقصان پہنچا۔ دوسرے کئی لوگ جو اپنے گھروں سے اس خیال سے نکلے تھے۔ کہ پندرہ بیس دن کی لڑائی کے بعد ہمارا کام ختم ہو جائے گا۔ بعض دفعہ وہ اچانک میدان جنگ سے واپس آ گئے۔ اور انہوں نے یہ خیال کیا۔ کہ ہم اپنی لڑائی کی مدت کو پورا کر چکے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دوسرے قبائل پونچھ اور کشمیر کے یا سرحد کے جو میدان جنگ میں لڑ رہے تھے۔ ان کا پہلو یکدم ننگا ہو گیا۔ اور باوجود مضبوط ارادہ کے وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے۔ اور فتح شکست سے بدل گئی۔ اس کے سوا بھی بعض اور باتیں اور خبریں ہیں موثق ذرائع سے معلوم ہوئی ہیں۔ مگر ان کا ذکر کرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ ان باتوں کے اظہار سے آزادی کشمیر کی تحریک کا کام کرنے والوں کو نقصان پہنچے گا۔ ہمارے دل میں دکھ ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔ مگر ہم یہ بے فائدہ کرنا نہیں چاہتے کہ پچھلے نقصان پر واویلا کر کے آئندہ کی کامیابی کو اور بھی مفقود بنا دیں۔ بہرحال جہاں تک ہمیں علم ہے آزادی کشمیر کی تحریک میں کام کرنے والے اپنی سابقہ غلطیوں کی اصلاح میں مشغول ہیں۔ اور آئندہ کے لئے نئی جدوجہد کے مستقل ارادے رکھتے ہیں۔ مگر جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں۔ وہ بغیر سامانوں کے کچھ نہیں کر سکتے۔ اور یہ سامان بغیر روپیہ کے میسر نہیں آ سکتے۔ پس ہم تمام مسلمانوں کی توجہ اس طرف پھراتے ہیں۔ کہ اس وقت بخل سے کام نہ لیں۔ کیونکہ کشمیر کا مستقبل پاکستان کے مستقبل سے وابستہ ہے آج اچھا کھانے اور اچھا پہننے کا سوال نہیں پاکستان کے مسلمانوں کو خود فاقے رہ کر اور ننگے رہ کر بھی پاکستان کی مضبوطی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں۔ پاکستان کی مضبوطی کشمیر کی آزادی کے ساتھ وابستہ ہے۔ ہم تمام پاکستان کے رہنے والوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ آزادی کشمیر کی جدوجہد میں حصہ لینے والوں کی کمبلوں گرم کوٹوں، برساتی کوٹوں زمین پر بچھانے والی برساتیوں برفانی بوٹوں، گرم جرابوں اور گرم سویٹروں سے امداد کریں۔ یہ چیزیں کچھ تو ان دوکانوں سے مہیا کی جا سکتی ہیں۔ جنہوں نے گزشتہ زمانہ ڈسپوزل کے محکمہ سے سامان خریدا تھا۔ اور کچھ سامان ابھی ڈسپوزل کے سٹوروں میں پڑا ہوگا۔ جو ملک کے پاس فروخت کرنے کے لئے ہے وہاں سے بھی سامان خریدا جا سکتا ہے۔ اور کچھ سامان خود سرحد کشمیر اور پونچھ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے صحیح جگہ پر روپیہ بھجوا دینا نہایت ضروری ہے۔ ہم پاکستان کے تمام اخباروں سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے اپنے خریداروں سے روزانہ اس کام کے لئے چندہ کی اپیل کریں۔ یا سارے اخبار ملکر ایک کمیٹی بنا لیں۔ جو مشترکہ طور پر روپیہ جمع کرنے اور ایسے ضروری سامان خریدے۔ جو مغربی پاکستان میں مل سکتے ہیں۔ اور جو مغربی پاکستان میں نہیں مل سکتے۔ لیکن خود کشمیر یا پونچھ اور سرحد میں مل سکتے ہیں۔ ان کے لئے روپیہ عارضی حکومت کو بھجوائیں یا عارضی حکومت کی ان شاخوں کو بھجوائیں۔ جو ملک کے مختلف حصوں میں کام کر رہی ہیں۔ ہم "الفضل" کے خریداروں اور "الفضل" کے پڑھنے والوں سے بھی اپیل کرتے ہیں۔ کہ جو کچھ انہیں توفیق ہو اس کام

دو مجاہدین احمدیت واپس تشریف لا رہے ہیں

(۱) اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم مولوی عبدالخالق صاحب مبلغ مغربی افریقہ گولڈ کوسٹ بخیریت بمبئی پہنچ گئے ہیں۔ الحمد للہ

(۲) مکرم التاج حکیم فضل الرحمن صاحب مبلغ اسلام نائیجیریا کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ آپ بذریعہ موٹر انشاء اللہ کراچی پہنچ جائیں گے۔

احباب ہر دو مجاہدین کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی حفاظت میں رکھے اور بخیریت منزل مقصود تک پہنچائے۔

احمدی طلباء کو تعلیم الاسلام کالج لاہور میں کیوں داخل ہونا چاہیئے

— اس لئے کہ یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اپنا کالج ہے۔ اور قومی مفاد اس امر کے مقتضی ہیں کہ احمدی نوجوان اپنے قومی کالج میں داخل ہو کر اسے کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔

— اس لئے کہ اس کالج کی فضا دیگر کالجوں کی مسموم فضا سے مختلف ہے۔ اس میں دنیوی علوم کی تعلیم کے ساتھ دینی تربیت کا پہلو بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

اس لئے کہ سلسلہ مالی مصائب اور مشکلات کے باوجود کالج ہذا پر گراں بہا رقم صرف کر رہا ہے۔ اگر اس کالج میں احمدی طلبا کثرت سے داخل نہ ہوں۔ تو کالج کے اخراجات سلسلہ کے لئے ناقابل برداشت بوجھ ثابت ہونگے۔

نوٹ:۔ تعلیم الاسلام کالج کا دفتر جو صابل بلڈنگ کے ساتھ جانب غرب ہیٹ والی عمارت میں کھولدیا گیا ہے۔ داخلہ ہر روز دس بجے سے ایک بجے تک ہوتا ہے۔ جو اشاء اللہ ۲۰ نومبر تک جاری رہے گا۔ اس کے بعد داخل ہونے کے لئے لیٹ فیس ادا کرنا ہوگی۔

پرنسپل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے بھیج دیئے گئے۔ مگر اتنی بات کافی نہیں۔ اصل ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ہر "الفضل" کا خریدار اور ہر "الفضل" کا پڑھنے والا اپنے اپنے حلقہ کے لوگوں سے بھی چندہ کی اپیل کرے اگر ہمارے اخبار کے خریدار اور ہمارے اخبار کے پڑھنے والے لوگوں پر ساری حقیقت واضح کر دیں گے۔ تو یقیناً لوگ دل کھول کر چندہ دیں گے لیکن سوال زیادہ روپیہ کا بھی نہیں۔ جو زیادہ دے سکتا ہے وہ زیادہ دے۔ جو زیادہ نہیں دے سکتا زیادہ دینا نہیں چاہتا۔ وہ اگر ایک پیسہ بھی دیتا ہے۔ تو آپنے ملک کی خدمت کرتا ہے۔ اگر ہزار آدمی ایک ایک پیسہ دے کر بھی ایک سپاہی کی جان بچا لیتے ہیں۔ تو یقیناً وہ فتح کو قریب کر دیتے ہیں۔ اس لئے کمر ہمت کس کر کھڑے ہو جائیں۔ اور اپنے علاقہ کے تمام لوگوں سے خواہ وہ کسی قوم اور کسی فرقہ اور کسی خیال کے ہوں۔ چندہ جمع کریں۔ اور جلد سے جلد بھجوائیں اس تمام چندے کا حساب رکھا جائیگا۔ اور قبولیت حساب شائع کیا جائیگا۔ یاد رکھیں کہ "الفضل" ایسے چندے کو اور ایسی چیزوں کو جو اس چندہ میں آئیں۔ سوفی صدی اس جگہ پر پہنچا دیگا۔ جہاں پہنچ کر وہ کشمیر کی تحریک کو انشاء اللہ فائدہ پہنچا سکیں گی۔

اعلان معافی

غلام رسول صاحب ساکن کمال ڈیرہ سندھ کو خلاف ورزی نظام سلسلہ کی بناء پر اخراج از جماعت کی سزا دی گئی تھی۔ ان کی طرف سے بار بار درخواست معافی آنے پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ازراہ کرم و شفقت ان کو معاف فرما دیا ہے۔ احباب کی آگاہی کے لئے اعلان معافی کیا جاتا ہے۔ (ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ جودھامل بلڈنگ لاہور)

ضروری اعلان

ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً ۶ - ۷ سال ہے۔ جو اچھی طرح بول نہیں سکتی۔ قادیان کے نواحی دیہات سے قادیان پہنچی۔ اور وہاں سے اسے لاہور لایا گیا ہے۔ اگر کسی دوست کی ہو تو وہ بذریعہ دفتر نظارت امور عامہ اسے حاصل کریں۔ اگر کسی دوست کو ایسی لڑکی کے متعلق کوئی معلومات ہوں۔ تو وہ بھی مطلع فرمائیں۔ نیز اگر کوئی دوست اس لڑکی کی پرورش کر سکتے ہوں۔ تو وہ بھی نظارت ہذا کو اطلاع دیں۔ (ناظر امور عامہ جودھامل بلڈنگ لاہور)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق منیجر الفضل کو مخاطب کریں

(ایڈیٹر)

جان یا سامان

وعند الامتحان یکرم المرء او یہان

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے)

ابتلا اور مصیبت کا زمانہ بھی ایک زلزلہ کا رنگ رکھتا ہے۔ کیونکہ جس طرح بسا اوقات ایک بھاری زلزلہ میں زمین کا اندرونہ پھٹ کر سطح پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شدید مصائب کے وقت میں بھی انسانی فطرت کی مخفی گہرائیاں عریاں ہو کر دنیا کے سامنے آجاتی ہیں۔ اسی لئے قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا۔ یعنی جب آخری زمانہ میں دنیا پر شدید زلزلے آئیں گے جو گویا اسکی تاریخ میں یادگار رہنے والے ہوں گے۔ تو اس وقت زمین اپنے بوجھوں کو باہر نکال پھینکے گی۔ یعنی جو چیزیں اس کی گہرائیوں میں گویا چھپکر بیٹھی ہوئی ہوں گی۔ وہ بھی اس وقت ابھر کر باہر آجائیں گی۔ اور اخفا کے پردے دور ہو جائینگے۔ یہی حال مصائب اور امتحانوں کے وقت میں ہوتا ہے۔ کہ انسانی قلوب کی مخفی حقیقتیں جن پر عام حالت میں سینکڑوں قسم کے پردے پڑے رہتے ہیں۔ مصائب کے وقت میں ننگی ہو کر باہر آجاتی ہیں۔ تب انسانی آنکھ یہ نظارہ دیکھتی ہے۔ کہ بعض لوگ جو بظاہر بہادر اور ثابت قدم نظر آتے تھے۔ وہ دراصل بزدل اور لرزہ براندام نکلتے ہیں۔ اور کئی لوگ جو بظاہر ہر کمزور اور خوش برباد کوئی دیتے تھے۔ وہ دراصل قوی اور ایک مضبوط چٹان کی طرح قائم ثابت ہوتے ہیں۔

میں دیکھتا ہوں۔ کہ یہی حال ہمارے موجودہ امتحان کے وقت میں ہوا ہے۔ نام لینے اچھے نہیں ہوتے۔ اور امام کے سوا اس کا کسی کو حق بھی نہیں ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جہاں اس کہاری ابتلا کے وقت میں بعض لوگ جو بظاہر نہایت پختہ نظر آتے تھے۔ وہ بعض لحاظ سے متزلزل ہوتے ہوئے دکھائی دیئے۔ وہاں کئی لوگ ایسے بھی نکلے جن کے متعلق کوئی خاص اچھا خیال نہیں تھا۔ مگر ابتلا کے وقت نے ان کو ایسا ظاہر کیا گویا وہ ایک نہایت مضبوط چٹان ہیں۔ جنہیں کوئی آندھی اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتی۔ اور الحمد للہ کہ اکثر دوستوں نے بہت اچھا نمونہ دکھایا ہے۔ اور کمزور لوگوں کی تعداد نسبتاً بہت کم ثابت ہوئی ہے۔ مگر مجھے اس ایک خاص پہلو کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ جس کے متعلق ایک حصہ جماعت میں نادانستگی کی وجہ سے زیادہ غلط فہمی نظر آتی ہے۔ اور بعض فتنہ پرداز اس غلط فہمی کو پروان دے رہے ہیں۔ میری مراد اس اعتراض سے ہے۔ جو بعض لوگوں کے دل میں پیدا ہوا ہے۔ اور دوسروں کے دل میں پیدا کیا جا رہا ہے۔ کہ جہاں قادیان سے نکلتے ہوئے بعض لوگ یا وہ سامان نہ لے آئے ہیں۔ وہاں بعض دوسرے لوگوں کا بہت کم سامان آیا ہے۔ اور بعض کا سامان تو قریباً بالکل ہی ضائع ہو گیا ہے۔ اور گویا اس طرح پر انصاف اور لین داری برتی گئی ہے۔ اس اعتراض کا جواب میں ناواقف دوستوں کی اطلاع کے لئے ذیل میں درج کرتا ہوں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز قادیان سے ۳۱ اگست ۱۹۴۷ء کی دوپہر کو تشریف لائے تھے۔ اور حضور نے اپنے پیچھے اس خاکسار کو امیر مقامی مقرر فرمایا۔ اور میں نے ۳۰ ستمبر ۱۹۴۷ء تک ان فرائض کو جہاں تک اور جس رنگ میں بھی مجھ سے ممکن ہو سکا ادا کرنے کی کوشش کی۔ واستغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ میرے بعد یعنی جب میں حضرت صاحب کے حکم سے لاہور آگیا۔ تو مرزا مبارک احمد صاحب ایم۔ اے امیر مقامی مقرر ہوئے۔ جو ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء تک یہ فرائض انجام دیتے رہے اور پھر ان کے لاہور بلا لئے جانے کے بعد مولوی جلال الدین صاحب شمس امیر مقرر ہوئے۔ جو اب تک قادیان میں امیر کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ چونکہ ساری آنکھیں دیکھ رہی تھیں۔ کہ قادیان اور اس کے ماحول میں فتنہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور ضلع گورداسپور کے ایک ایک مسلمان گاؤں کو خالی یا تباہ کر کے قادیان کے ارد گرد خطرہ کا دائرہ روز بروز تنگ کیا جا رہا ہے۔ اور دوسری طرف قریباً پچاس ہزار بیرونی پناہ گزینوں نے قادیان میں پہنچ کر ساری مشکلات میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا۔ اور ہم دیکھتے تھے کہ مفسدہ پرداز وں کی سکیم صرف قتل و غارت یا لوٹ مار یا مسلمان آبادی سے خالی کرانے تک ہی محدود نہیں بلکہ اس میں مسلمان عورتوں کے ننگ و ناموس کو برباد کرنا بھی شامل ہے (چنانچہ میری موجودگی میں ہی ماحول قادیان کی اغوا شدہ عورتوں کی تعداد سات سو تک پہنچ چکی تھی۔ اور بہت سی معصوم عورتوں کی عصمت دری کے نظارے گویا ہماری آنکھوں کے سامنے تھے) اس لئے ہم نے دوستوں کے مشورہ اور حضرت صاحب کی اصولی ہدایت کے ماتحت یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ جہاں تک ہمیں ہو عورتوں اور بچوں کو جلد از جلد قادیان سے باہر بھجوا دیا جائے۔ اور اس کے لئے ہم قریباً مجنونانہ جدوجہد کے ساتھ دن رات لگے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ ایک دن میں نے انتہائی بے بسی کی حالت میں حضرت صاحب کو خط لکھا۔ کہ ہمارے ارد گرد خطرہ کا دائرہ بڑی سرعت کے ساتھ تنگ ہوتا جا رہا ہے۔ اور آپ کی ہدایت یہ ہے۔ کہ کسی صورت میں بھی حکومت کا مقابلہ نہ کیا جائے۔ اور حکومت کا مقابلہ ہماری تعلیم کے بھی خلاف ہے اور ہماری طاقت سے بھی باہر۔ گو حق یہ ہے۔ کہ اس وقت سکھ جتھے اور حکومت گویا ایک معجون مرکب بنے ہوئے ہیں۔ اور ایک کو دوسرے سے جدا کرنا مشکل ہے) اور آپ کا یہ بھی فرمان ہے۔ کہ مومن کی جان کو حتی الوسع بچاؤ۔ کیونکہ ضائع شدہ جائیدادیں اور سامان تو پھر پیدا ہو جائیں گے مگر مومنوں کی ضائع شدہ جانیں جو گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے ہیں۔ پھر نہیں ملیں گے۔ تو اب مجھے بتائیں کہ میں ان ہزاروں ننگ و ناموس کے محافظ والی عورتوں کے متعلق جو قادیان میں موجود ہیں کروں تو کیا کروں؟ مال کے مقابل پر بے شک قیمتی جان بچائی جا سکتی ہے۔ مومن کی جان واقعی بہت بڑی چیز ہے۔ مگر کیا میں اپنی آنکھوں کے سامنے اسی عورتوں کے ننگ و ناموس کو خطرہ میں ڈال دوں۔ اور سامنے سے ہاتھ نہ اٹھاؤں؟ حضرت صاحب نے مجھے تسلی کا خط لکھا۔ اور بعض ہدایتیں بھی دیں۔ اور فرمایا کہ میں ان مشکلات کو سمجھتا ہوں۔ مگر ادھر ہم زیادہ سے زیادہ ٹرک بھجوانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔ (گو پاکستان حکومت کے پاس ٹرک محدود ہیں اور اس نے سارے مشرقی پنجاب میں سے مسلمانوں کو نکالنا ہے) اور ادھر تم جس طرح بھی ہو ہر ٹرک میں زیادہ سے زیادہ عورتیں اور بچے لدوا کر انہیں جلسے جلد باہر بھجوا دو۔ اور جب عورتیں محفوظ ہو جائیں۔ تو پھر باقی ماندہ جو ہماری طاقت سے باہر ہے خدا پر چھوڑو۔ وَلِلّٰہِ یَبْتَلِیْ رَبَّ یَمْتَحِنُہٗ اب ٹرکوں کا حال یہ تھا۔ کہ قادیان میں دو قسم کے ٹرک پہنچتے تھے۔ ایک وہ پرائیویٹ ٹرک جو بعض احمدی فوجی افسر اپنے اپنے اہل و عیال اور اپنے ذاتی سامان کو لے جانے کے لئے اپنے فوجی حق کی بنا پر حاصل کر کے قادیان لے جاتے تھے۔ اور دوسرے وہ جماعتی ٹرک جو جماعتی کوشش سے جماعتی انتظام کے ماتحت حکومت کے حکم سے قادیان بھجوائے جاتے تھے۔ جہاں تک پہلی قسم کے ٹرکوں کا سوال ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک پرائیویٹ چیز تھی۔ اور مجھے یا کسی اور کو اس میں دخل دینے کا حق نہیں تھا۔ ان کے متعلق صدر صاحب محلہ جات قادیان کو میری ہدایت صرف اس قدر تھی۔ کہ اس بات کی نگرانی رکھیں۔ کہ ان پرائیویٹ ٹرکوں کے اندر جیٹھ کر کوئی احمدی مرد بلا اجازت نہ بیٹھ جائے۔ نیز یہ کہ پرائیویٹ ٹرک والے فوجی افسر سے پوچھ لیا کریں۔ کہ کیا اس کے ٹرک میں کسی زائد سواری کی گنجائش ہے۔ اور اگر گنجائش ہو تو کرے۔ تو مجھے بتا دیا کریں۔ تا میں ایسے ٹرکوں میں بھی زائد احمدی عورتیں بھجوا سکوں۔ اور اس طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعتی سکیم کی جلد تر تکمیل میں مدد ملے۔ چنانچہ ایسا ہوتا رہا۔ اور جہاں تک ممکن تھا میں حکمت عملی اور سمجھوتہ کے طریق پر ایکسچینج ٹرکوں میں بھی زائد عورتیں بھجواتا رہا۔ مگر ظاہر ہے۔ کہ یہ ٹرک میرے کنٹرول میں نہیں تھے۔ اور جہاں تک سامان کا تعلق ہے۔ ان ٹرکوں کے مالک جتنا سامان چاہتے تھے۔ اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ اور میں اس میں دخل نہیں دے سکتا تھا اور میں جانتا ہوں کہ بعض ایسے پرائیویٹ ٹرک والوں نے اپنا سارے کا سارا سامان یا قریباً سارا سامان باہر نکال لیا۔ مگر یہ ان کا قانونی حق تھا۔ جس میں میں دخل نہیں دے سکتا تھا۔ البتہ دوسرے ٹرک جو جماعتی انتظام کے ماتحت جاتے تھے وہ بے شک کلیتہً ہمارے انتظام میں تھے دوسرے اس دخل اندازی کے جو مشکلات کی طرف سے ہوتی رہتی تھی اور روز بدن بڑھتی جاتی تھی) اور میں نے ایسے جماعتی ٹرکوں کے لئے ایک مستعد عملہ اور کچھ اصولی ہدایتیں مقرر کر رکھی تھیں۔ اور ہر باہر جانے والی پارٹی کو باقاعدہ ٹکٹ ملتا تھا۔ جس میں باہر جانے والی عورتوں اور بچوں کی تعداد اور سامان کی مقدار درج ہوتی تھی۔ جس کے مطابق مقررہ عملہ چیک کر کے سواریاں بٹھاتا تھا۔ سامان کا اصول سب پر یکساں چسپاں ہوتا تھا۔ اور اس میں ضروریات زندگی کی چیزوں کو مقدم رکھا گیا تھا۔ مثلاً بستر اور پہننے کے کپڑے یا بعض صورتوں میں اقل تعداد میں کھانے کے برتن وغیرہ۔ اور پارٹی کی تعداد کے مطابق سامان میں کمی بیشی کا اصول بھی مقرر تھا۔ البتہ دو چیزوں کے متعلق میں نے استثناء رکھی تھی۔ ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تبرکات اور دوسرے نایاب تبیینی یا علمی کتابیں۔ اور بعد میں اس میں ایک تیسری چیز کا بھی اضافہ کر دیا گیا۔ یعنی ایسی اشیاء جو کسی شخص کی روزی کا ذریعہ ہوں۔ مثلاً درزی کے لئے سینے کی مشین یا بڑھئی کے لئے اس کے اوزار وغیرہ۔ یہ اصول امیر و غریب سب پر یکساں چسپاں ہوتا تھا۔ گو ظاہر ہے کہ نسبتی لحاظ سے اس اصول سے غرباء کو ہی زیادہ فائدہ پہنچتا تھا۔ بلکہ غرباء کے متعلق تو میری یہاں تک ہدایت تھی۔ کہ صرف صدر صاحبان کی سفارش پر ہی معاملہ نہ چھوڑا جائے۔ بلکہ میرے دفتر کے مرکزی کارکن خود جستجو کر کے یتامیٰ اور بیوگان اور ایسے مساکین کو تلاش کر کے میرے نوٹس میں لائیں۔ جن کا حق ان کی غربت اور بے بسی کے سوا اور کوئی نہ ہو۔ چنانچہ مجھے یاد ہے۔ کہ ایک دفعہ میری اس ہدایت کی وجہ سے مجھے ملک غلام فرید صاحب نے رات کے دو بجے دار الفضل سے فون کیا۔ کہ میں نے محلہ دار البرکات میں ایک ایسی بے کس اور بے بس بیوہ عورت تلاش کی ہے۔ جس کے ٹکٹ کے لئے ابھی تک کسی نے سفارش نہیں کی۔ میں نے فوراً ہدایت دی کہ اسے اس کے ضروری سامان کے ساتھ دوسرے دن کی گنوا میں بھجوا دیا جائے۔ الغرض جب تک میں قادیان میں رہا۔ میں نے بلا امتیاز غریب و امیر سب کے واسطے ایک جیسا اصول رکھا۔ اور عموماً صدر صاحبان کی تصدیق پر فیصلہ کرتا تھا۔ اور سامان کے متعلق بھی سب کے لئے ایک جیسا اصول تھا۔ گو یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ بعض بے اصول لوگ چوری یا سینہ زوری کے ذریعہ زیادہ فائدہ اٹھا لیتے ہوں۔ مگر یہ ناگوار رخنے جن کی تعداد بہرحال کم ہوتی ہے۔ ہر انتظام میں ہو جاتے ہیں۔ اور ہنگامی حالات میں تو لازماً ہوتے ہیں۔ مگر ان زبردستی کی استثناؤں کی وجہ سے سارے نظام پر اعتراض کرنا درست نہیں ہوتا۔

حقیقت یہی ہے کہ پیش آمدہ حالات کے ماتحت جو کچھ بھی کیا گیا۔ وہ حالات اور موقعہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے بالکل درست بلکہ ضروری تھا اور یہ سب کچھ نیک نیتی کے ساتھ اپنے آپ کو دن رات کی انتہائی کوفت میں مبتلا کر کے خالصۃً لوجہ اللہ کیا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ جب لاہور سے کنوائے جاتا تھا۔ تو اس کی تیاری کے لئے میں اور میرا عملہ بسا اوقات رات کے تین تین بجے تک مسلسل کام میں لگے رہتے تھے۔ اور بعض راتیں تو ہم ایک سیکنڈ کے لئے بھی نہیں سوئے۔ مگر یہ ہمارا کسی پر احسان نہیں ہے۔ بلکہ خدا کا ہم پر احسان ہے۔ کہ اس نے ان خطرہ کے ایام میں ہم کو خدمت کا موقعہ دیا۔ ان ایام میں بعض دوست میرے پاس آتے تھے کہ ہمیں زیادہ سامان بھجوانے کی اجازت دی جائے۔ میں (انہیں سمجھاتا تھا کہ دیکھو اس وقت سوال یہ ہے۔ کہ خطرہ بالکل قریب آگیا ہے۔ اور ٹرکوں کی تعداد تھوڑی ہے۔ اب چاہو تو احمدی عورتوں اور بچوں کی جان بچا لو۔ اور چاہو تو اپنا سامان محفوظ کر لو۔ اکثر دوست میرے اس اشارہ کو سمجھ جاتے تھے۔ مگر بعض کوتاہ بین لوگ دل برداشتہ بھی نظر آتے تھے۔ لیکن میں مجبور تھا۔ کہ بہرحال مومنوں کی جانوں اور خصوصاً عورتوں کی جانوں کو (جن کی جانوں کے ساتھ ان کے ناموس کا سوال بھی وابستہ تھا) سامان پر مقدم کروں۔ آخر ہر ٹرک کی گنجائش اور بوجھ اٹھانے کی طاقت محدود ہوتی ہے۔ اگر ہم ایک ٹرک پر سامان زیادہ لاد دیں گے۔ تو لازماً سواریاں کم بیٹھ سکیں گی۔ اور اگر سامان کم ہوگا۔ تو لازماً سواریوں کے لئے زیادہ گنجائش نکل آئے گی۔ ہماری اس تدبیر کا نتیجہ عملی صورت میں بھی ظاہر ہے۔ کہ مشرقی پنجاب کی تمام دوسری جگہوں کی نسبت قادیان میں جانی نقصان نسبتی طور پر بہت کم ہوا ہے۔ اور الحمد للہ کیس تو خدا کے فضل سے بہت ہی کم ہوئے ہیں۔ بلکہ جہاں تک میرا علم ہے۔ قادیان کے احمدی مہاجرین میں سے کوئی ایک عورت بھی اغوا شدہ نہیں ہے۔ جو ظاہری لحاظ سے (کیونکہ اصل حفاظت تو خدا کی ہے) اسی تدبیر کا نتیجہ تھا۔ کہ اکثر غورتوں کو خطرہ سے پہلے نکال لیا گیا۔ اور جو تعداد حملہ کے وقت قادیان میں موجود تھی۔ وہ اتنی محدود تھی۔ کہ خطرہ پیدا ہوتے ہی ہمارے آدمی انہیں فوراً سمیٹ کر محفوظ جگہوں میں لے آئے۔ ورنہ اگر زیادہ تعداد ہوتی۔ تو انہیں اتنے قلیل نوٹس پر سمیٹنا ناممکن ہوتا۔ اور ان کا اتنی محدود جگہ میں سمانا بھی ناممکن تھا۔

بہرحال جو کچھ کیا گیا۔ جماعت کی بہتری اور افراد جماعت کی بہتری کے خیال سے کیا گیا۔ مگر یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ کہ بڑے خطرے کے بخیریت گزر جانے پر وہ گزرے ہوئے خطرے کو تو بھول جاتا ہے۔ اور نسبتاً چھوٹے نقصان کو جو اس نے اس عرصہ میں برداشت کیا ہو۔ زیادہ بڑھا چڑھا کر دیکھتا ہے۔ چونکہ اوپر کے بیان کردہ حالات کے ماتحت جانوں کو محفوظ کرتے کرتے کئی لوگوں کا مالی نقصان ہو گیا۔ کیونکہ ان کا سامان وقت پر باہر نہیں نکالا جا سکا۔ (اور خود ہمارے خاندان کا سامان چھ سات لاکھ روپے کا مامون ہوا ہے۔ اور جائیداد کے نقصان کو شامل کر کے تو یہ نقصان قریباً ایک کروڑ کا بنتا ہے۔ مگر خدا جانتا ہے۔ کہ جماعتی نقصان کے مقابلہ پر کبھی اپنے نقصان کی طرف خیال تک نہیں گیا) مگر بعض لوگوں کا یہ حال ہے۔ کہ اب جبکہ خدا کے فضل سے جانیں اور عزتیں محفوظ ہو چکی ہیں۔ تو ان لوگوں کو اپنا مالی نقصان گویا ایک دیو بن کر نظر آنے لگا ہے۔ اور اس کی وجہ سے بعض لوگوں کی طبیعت میں اعتراض بھی پیدا ہو رہا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر جانوں پر سامان کو مقدم کیا جاتا۔ اور اگر جیسا کہ لازمی ہے اس کے نتیجہ میں جانوں کا زیادہ نقصان ہو جاتا (اور عورتوں کی جانوں کے نقصان کے ساتھ ان کے ناموس کا نقصان بھی لازم ملزوم تھا) تو پھر یہی لوگ بے اعتراض کرتے۔ اور اس صورت میں یہ اعتراض یقیناً جائز ہوتا کہ دیکھو منتظمین نے سامان کی خاطر غریب عورتوں کی جانوں اور ناموس کو برباد کرا دیا ہے۔ حق یہ ہے کہ سچا مومن بڑے نقصان سے بچ کر چھوٹے نقصان کے باوجود شکر گذار ہوتا ہے۔ اور پھر وہ خدا کے اس وعدہ کو پاتا ہے کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ مگر روحانی لحاظ سے بیمار لوگ یعنی وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ۔ وہ ہر حالت کو اعتراض اور نارشکری کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ اگر وہ بڑے نقصان سے بچ جائیں۔ تو کہتے ہیں کہ چھوٹا نقصان بھی کیوں ہوا؟ اور اگر چھوٹے نقصان سے بچ کر بڑے نقصان میں مبتلا ہو جائیں۔ تو کہتے ہیں کہ دیکھو جماعت کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ ایسے لوگوں کا علاج صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔

بالآخر میں دوستوں سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت کے لئے یہ ایک بہت بھاری امتحان کا وقت ہے۔ اور ضروری تھا کہ یہ امتحان آتا۔ کیونکہ اس کے بغیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کئی پیشگوئیاں غلط جاتیں مثلاً یہ کہ (۱) داغ ہجرت یا مثلاً یہ کہ (۲) یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ۔ یا مثلاً یہ کہ (۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رویا میں یہ دیکھنا کہ آپ کے باغ پر ایک کریہ المنظر وحشی گروہ نے حملہ کیا ہے۔ یا مثلاً یہ کہ (۴) آپ کا الہام مصارع العرب۔ مسیر العرب جس کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے۔ لیکن بعض رویا نبی کے اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں۔ اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعہ سے پورے ہوتے ہیں۔ یا مثلاً (۵) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام کہ اراجب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون وغیرہ وغیرہ پس ہماری یہ تکالیف بھی در اصل احمدیت کی صداقت کی ایک بھاری نشانی ہیں۔ مگر بدقسمت ہیں وہ لوگ جو اس وقت تک تو خوشی خوشی سلسلہ کے ساتھ چلے۔ جب تک کہ جماعت گویا پھولوں کی سیج پر چل رہی تھی۔ مگر جونہی کہ اسے کچھ وقت کے لئے خاردار رستہ پر چلنا پڑا۔ تو وہ گھبرا کر اور بڑبڑاتے ہوئے ادھر ادھر سرک جانے کی راہ دیکھنے لگے۔ اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے تنگی میں بھی وفاداری دکھائی اور تنگی اور مصیبت کے وقت میں بھی وفادار رہے۔ اولئک الذین صدقوا ما عاھدوا اللہ واولئک ھم المفلحون۔ یہ وقت ان شاء اللہ جلد گذر جائیگا۔ اور خدا اپنے وعدہ کے مطابق اس امتحان کے بعد پہلے سے بھی بہت بڑھ چڑھ کر ترقی کے دن ہمیں لائیگا۔ بلکہ در اصل یہی اصل ترقی کے دن ہوں گے جو امتحان کے لبادہ میں آئے۔ مگر جنہوں نے وفاؤں کی بھی اور بہت سے وفاداروں کی وفاداری احمدیت کی تاریخ میں یادگار رہے گی۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

گرم بستر اور کپڑوں کی فوری ضرورت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مشرقی پنجاب سے آنے والے مہاجرین کے لئے گرم کپڑے اور بستر مہیا کرنے کی تحریک فرمائی ہے احباب کو فوراً اس تحریک میں حصہ لے کر ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔ اگر کسی دوست کے پاس فالتو کپڑے نہ ہوں۔ تو وہ کپڑوں اور بستر کے لئے فقد روپیہ بھی بھیج سکتا ہے اس کار خیر میں حصہ لینے کے لئے تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تہ ... قومیت کا مسئلہ اب جسم بیجان کی حیثیت رکھتا ہے

تبادلہ آبادی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں

(سہروردی)

۱۰ نومبر۔ یونین کے مسلم لیگی ارکان کی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے حسن شہید سہروردی نے ... کہ اس وقت تک آبادی کا تبادلہ مرکزی اپنے ملک کی خدمت ہوگا۔

... قسمت کے مسئلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ موجودہ وقت نہ اس بات کا متقاضی ہے۔ کہ اس کے نتیجہ کے بارے میں اس بات کا مطالبہ کرتے ہے۔ کہ اس کی تردید میں کچھ کہا جائے۔ اس لئے کہ اب یہ مسئلہ ... جیسے جان کی حیثیت رکھتا ہے۔

تبادلہ آبادی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ اقلیتوں کا تبادلہ کی قطعاً کوئی ضرورت نہ تھی۔ ... اب اس کو قطعی طور پر روک دینے کے لئے فوری اقدام کی ضرورت ہے۔ آپ نے مسلمان لیڈروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کہ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ تمام اقلیتوں کو عموماً اور مسلمان اقلیتوں کو بالخصوص تسلیم کریں۔ کہ وہ جہاں ہیں وہیں ٹھہرے رہیں۔

سہروردی صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ ہم صاف اور واضح الفاظ میں دنیا پر ظاہر کر کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم حکومت کے سچے اور وفادار شہری ہیں۔ اور آئندہ بھی رہیں گے۔ ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ حکومت ہمارے حقوق ہم کو دے گی۔

... بیداری و فادہ دہی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ہماری تہذیب اور تمدن کو تباہ نہ کرے گی۔ اور ہمارے کسی ایسے قدم کو جو ہم وفادار رہتے ہیں اپنی بہتری اور مفاد کے لئے اٹھائیں گے۔ اس کو عنداللہ ... مقصود ذکر کرے گی۔

(پریس رائے انتظامی امور کمیٹی متعلق سپیچ کو مخاطب کیا کریں)

انڈین یونین کے قائم مقام گورنر جنرل

سی راجگوپال اچاریہ

نئی دہلی ۱۰ نومبر۔ آج صبح لارڈ ماؤنٹ بیٹن مع لیڈی ماؤنٹ بیٹن کے شاہزادی الزبتھ کی شادی میں شرکت کے لئے انگلینڈ روانہ ہوگئے۔ آپ ۱۴ نومبر کو دہلی واپس پہنچ جائیں گے۔ سی راجگوپال آچاریہ گورنر جنرل نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی غیر حاضری میں گورنر جنرل کے عہدے کا چارج لیا ہے۔ اور ان کی جگہ سر ... ایل متیر کو قائم مقام ایڈمنسٹریٹر مقرر ہوئے ہیں۔

انڈین یونین ہٹلر۔ لوجو اور مسولینی کے نقش قدم پر چل رہی ہے

غضنفر علی کا انڈین یونین کو انتباہ

راولپنڈی ۱۰ نومبر۔ آج پاکستان حکومت کے وزیر خوراک جناب غضنفر علی خان صاحب نے ڈیڑھ لاکھ مسلمانوں کے اجتماع عظیم سے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کا قتل عام کوئی اتفاقی چیز نہ تھی۔ بلکہ سردار پٹیل اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے یہ ایک سوچی سمجھی اور منظم سازش کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے پاکستان کو ضعف پہنچانے کی نیت سے مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کے قتل عام کے سلسلہ میں جو بے بنیاد الزام لوگوں کو نہایت عجلت کی حالت میں پاکستان بھیجا ہے پر تبصرہ کیا۔ ان کا خیال تھا۔ پاکستان اس بوجھ کو سنبھال نہ سکے گا۔ اور ختم ہو جائے گا لیکن وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ وہ یاد رکھیں کہ وہ آبادی مشکلات میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ لیکن پاکستان کو نہیں مٹا سکتے

مسئلہ کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے راجہ صاحب نے کہا۔ کہ انڈین یونین ہٹلر مسولینی اور لوجو کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔ لیکن ایسے ان کے فیصلہ کن انجام کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ نیز فیصلہ کیا۔ کہ انڈین یونین ہماری مسلسل خاموشی سے یہ نہ سمجھے۔ کہ پاکستان اس پراپیگنڈا کو منظور کرنے سے گھبرا رہا ہے۔ ہم بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر انڈین یونین ہمیں زیر کرنے پر آمادہ ہی ہے۔ تو جنگ چھڑ جانے کی صورت میں ہم سفید جھنڈا دکھانے والوں میں سے نہیں ہوں گے اور اگر ہمیں لڑنا پڑا۔ تو ہم آخری دم تک دوبدو مقابلہ کریں گے۔ اور مسلمان بدر و احد کی لڑائیوں کو دوبارہ زندہ کر دکھائیں گے۔

سکھ چین سے نہ بیٹھیں گے

لائلپور ۱۰ نومبر۔ مشہور سکھ لیڈر جتھیدار اودھم سنگھ نا گوکے نے کل یہاں سکھوں کے ایک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ جب تک سکھ مین سے نہ بیٹھیں گے۔ جب تک کہ تقسیم شدہ ملک دوبارہ ایک نہیں ہو جاتا۔ اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ باقی ماندہ مسلمانوں کو پاکستان بھیج جانے پر زور دیا جائے اودھم سنگھ نے کہا۔ کشمیر پر حملہ ہمارے لئے ضروری قرار دیا جائے۔ کہ ہم باقی مسلمانوں کو بھی یہاں سے نہ نکلنے دیں۔

اشتہار زیر دفعہ ۱۰ ضابطہ دیوانی حب

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر چوہدری عزیز احمد صاحب درجہ اول بھیرہ

عدد ۱۵۱ مورخہ ۱۹۴۷ء۔ بابت۔ ۔ ۔ دخل

مسماۃ غلام فاطمہ زوجہ سید احمد

ذات خواجہ وہ سکنہ میانی

تحصیل بھلوال۔ ضلع سرگودھا

بنام مولوی فضل کریم وغیرہ مدعا علیہم

بنام۔ (۱) مسماۃ شہزادی بی بی زوجہ محمد صدیق ماچھی سکنہ بھیرہ حال محلہ رفیع اسٹینڈ کو۔ الف ۱۳ کالج سٹریٹ نارکیٹ محلہ

(۲) مسماۃ حمیدہ بی بی زوجہ قاضی بشیر احمد عرفت اٹلس ریڈیو الیکٹرک کالج سٹریٹ محلہ

(۳) گلزار احمد ولد مولوی فضل کریم ذات خواجہ سکنہ بھیرہ

(۴) ایوب ولد حاجی کرم الدین ذات خواجہ سکنہ میانی حال لکھنؤ (سندھ) ہوٹل مرجیٹ متصل مارکیٹ

(۵) محمد حمزہ ولد حاجی کرم الدین ذات خواجہ سکنہ میانی حال دہلی عرفت حاجی محمد سعید مجید شریف سوداگران ہڈی بھاندی چوک کوچہ نیچہ بند ان مقدمہ عنوان بالا میں مسماۃ شاہزادی بی بی وغیرہ مدعا علیہم ذکوران حسب ذیل دانستہ تحریر کرتے ہیں۔ اور رویش ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہم ذکوران جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکوران تاریخ ۱۱/۱۲ کو مقام بھیرہ عدالت نہیں ہوں گے۔ تو ان کی غیر حاضری کی یکطرفہ کارروائی عمل میں آئے گی۔ آج جاری تاریخ ۹/۱۲ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم

مہر عدالت

سندھ مسیل آئرن اینڈ الائیڈ پروڈکٹس کمپنی لمیٹڈ

ملک میں بدامنی کی وجہ سے کمپنی مذکہ کے جن حصہ داران کے پتے تبدیل ہو گئے ہیں۔ ان سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اپنے موجودہ پتہ کے متعلق مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔ اس بارے میں مندرجہ ذیل اصحاب توجہ فرمائیں

(۱) شیخ عطاء اللہ صاحب سرگودہا شوکمپنی قادیان (۲) ملک محمد شفیع صاحب قادیان (۳) ملک گل محمد صاحب قادیان (۴) چوہدری ثناء اللہ صاحب (۵) سعید احمد عالمگیر صاحب (۶) غلام جیلانی خان صاحب پوسٹل کلرک (۷) شہر، صفدر جنگ ہالوں صاحب اوورسیر جلالہ (۸) عبدالغنی صاحب درزی منیجری جاگیرداران (۹) خلیل شاہ صاحب سنام پٹیالہ (۱۰) اقبال بیگم اہلیہ سعید خالد صاحب قادیان (۱۱) میاں محمد شریف صاحب ٹیلیفون ایکسچینج گورداسپور (۱۲) لفٹیننٹ ناصر احمد صاحب ہمدرد سی۔ پی (۱۳) ملک عمر علی صاحب بی۔ اے قادیان (۱۴) محمود احمد صاحب عارف قادیان (۱۵) عبدالحق صاحب شاکر قادیان (۱۶) آمنہ الحی صاحبہ بھوپال (۱۷) شیخ ابراہیم صاحب بچہ گلہ (۱۸) شیخ عبدالمنان صاحب کپورتھلہ (۱۹) ریحانہ بیگم ظریف حسن بمبئی (۲۰) لطیف احمد صاحب طاہر نئی دہلی (۲۱) فتح محمد صاحب سیگل (۲۲) مولوی احمد علی صاحب بساوق قادیان (۲۳) ڈاکٹر محمد حسین صاحب ریاست میسور (۲۴) اسمٰعیل منشی صاحب بھاؤ نگر (۲۵) بابو نذیر احمد صاحب دہلی (۲۶) بابو علی حسین صاحب بریلی (۲۷) محمد ابراہیم صاحب بریلی (۲۸) حافظ احمد صاحب کلوان نئی دہلی۔

بہاء الحق ڈائرکٹر دی سندھ مسیل آئرن اینڈ الائیڈ پروڈکٹس کمپنی لمیٹڈ

۱۴۱ میسل روڈ۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلم لیگ کی بندرگاہ ریاست حیدرآباد کو ملنی چاہیئے۔ حکومت نظام کا مطالبہ

پاکستان میں میڈیکل کونسل اور انجمن ہلال احمر قائم کرنے کی ضرورت

راجہ غضنفر علی خان کی تقریر

۱۱ نومبر۔ آج مسٹر غضنفر علی خان نے آل پاکستان مسلم لیگ کانفرنس میں افتتاحی تقریر کرتے ہوئے کہا۔ بیمار اور فاقہ زدہ معلوم مسلمان لاکھوں کی تعداد میں پاکستان میں داخل ہو رہے ہیں۔ جہاں جہاں ممکن ہو سکے ان مسلمانوں کی صورت کو بحال کرنا ہے جس کے لئے ہمیں غیر معمولی کوشش سے کام لینا ہوگا۔

مسٹر غضنفر علی خان نے پاکستان میڈیکل کونسل۔ نرسنگ کا کام سکھانے کے ادارے اور ریڈ کراس سوسائٹی کی طرح انجمن ہلال احمر کے قیام پر زور دیا۔ اور ان ممالک کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ہمیشہ کی دیا رکھنے کے لئے پاکستان گورنمنٹ کی مدد کی۔ نیپ نے کشمیر کی موجودہ جنگ آزادی کے سلسلے میں یہ تحریک کی۔ کہ ڈاکٹروں اور نرسوں کیساتھ ڈاکٹروں اور نرسوں کو آزاد کشمیر کی خاطر لڑنے والوں کی مدد کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں پاکستان مسلم لیگ کانفرنس ایک میڈیکل مشن بھی وہاں بھیج سکتی ہے۔

ہم مہاراجہ کی فوجوں کو چند ہفتوں میں ختم کر سکتے ہیں

کشمیر کی آزاد فوج کے ایک کپتان کا بیان

۱۱ نومبر۔ آزاد حکومت آزاد کشمیر کا اعلان مظہر ہے کہ آزاد فوجوں نے پونچھ کے محاذ پر دشمن کے دو اہم اڈوں باغ اور راؤلاکوٹ پر قبضہ کر لیا ہے۔ جہاں ان کو بہت سا اسلحہ ہاتھ آیا ہے۔ اب تک بارہ مولا کے محاذ پر شدید جنگ ہو رہی ہے۔

نئی دہلی کا ایک سرکاری بیان مظہر ہے کہ ہندوستانی فوجیں بڑھتی ہوئی بارہ مولا سے ہٹ گئی ہیں۔ پیچھے ہٹتے ہوئے آزاد فوجوں نے اوام پور کے مقام پر ہندوستانی فوجوں کا مقابلہ کیا۔ اور ایک پل کو اڑا دیا جس سے ہندوستانی فوجوں کی راہ میں روکاوٹ پیدا ہو گئی۔

امریکہ کی ایک خبر رساں ایجنسی کے ایک نمائندے نے کشمیر کی آزاد حکومت کے لیڈر محمد ابراہیم خان سے سرینگر میں ملاقات کی۔ نمائندے کا بیان ہے کہ ریاست کے تین ہزار سے زائد سپاہی قریب کی پہاڑیوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ جو عنقریب ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ انڈین ایئر فورس کے ہوائی جہاز آتے ہیں۔ اور بمباری کرتے ہیں۔ لیکن آزاد فوجی پہاڑوں میں چھپ جاتے ہیں۔ اور جانی نقصان سے محفوظ رہتے ہیں۔ کیپٹن جو؟ کپتان نے نہایت جوش سے بنیادی نمائندے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اگر ہندوستانی فوجیں نکل جائیں اور دونوں طرف سے کوئی باہر کی مداخلت نہ ہو تو ہم اپنی فوجوں کو چند ہفتوں میں ختم کر سکتے ہیں۔

حیدرآباد کیلئے بندرگاہ کا حصول ازبس ضروری ہے

حیدرآباد (دکن) ۱۰ نومبر۔ نظام ریلوے کے چیف انجینئر محمد دعا لے حیدرآباد کے انجینئرنگ کلب کے سٹیج پر تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ حیدرآباد کے لئے ایک بندرگاہ کا حصول ازبس ضروری ہے۔ نیز کہا۔ کہ مسلم لیگ حیدرآباد کو ملنا چاہیئے۔

نیز آپ نے یہ تجویز پیش کی کہ حیدرآباد کے ایجنٹ جنرل مقیم لنڈن کی معرفت پرتگال اور انڈیا کی حکومتوں سے گفت و شنید کر کے "مارمگاؤ" کا مقام حاصل کیا جائے۔

ثالثی عدالت کا پہلا اجلاس

ثالثی عدالت کا پہلا اجلاس پونا میں اس اس ماہ کے آخیر میں منعقد کیا جانا تجویز ہوا ہے۔ اس عدالت کا کام یہ ہوگا۔ کہ وہ دونوں ڈومینینز میں ان اشیاء کی تقسیم کرے۔ جو باہمی سمجھوتہ سے تقسیم نہیں ہو سکے گی۔

ریاست جوناگڑھ کا نظم و نسق حکومت ہند نے سنبھال لیا

مداخلت کا مقصد محض قیام امن ہے

جوناگڑھ ۹ نومبر۔ آج ہندوستانی یونین کی ایک فالین جوناگڑھ میں داخل ہو گئی ہے اور ریاست کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لے لیا معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ کارروائی جوناگڑھ کے نواب کا دیوان انتظامیہ کونسل اور ریاست کے دیگر حکام کی رضامندی اور منظوری سے کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ریاست کے دیوان مسٹر شاہنواز بھٹو نے ایک بیان دیتے ہوئے بتایا ہے کہ ریاست کا انتظام حکومت ہند اس وقت تک ہندوستان یونین کو سونپا گیا ہے جب تک کہ ریاست میں امن قائم نہیں ہو جاتا اور ہندوستانی یونین سے دیا ستی حکام کی گفت و شنید ختم نہیں ہو جاتی۔ ریاست میں ہندوستانی فوج کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ ریاست ہندوستان میں ضم ہو گئی ہے۔ ریاست کے دیوان سمیت جلد لاہور آ کر قائد اعظم سے ملاقات کریں گے پھر آپ دہلی جا کر ہندوستانی زعماء سے گفتگو کریں گے تاکہ ڈومینیوں پاکستان سے پیدا شدہ مسائل کے متعلق دونوں حکومتوں سے کوئی مناسب سمجھوتہ ہو سکے۔ حکومت ہند نے سرکاری طور پر اس اقدام کی اطلاع حکومت پاکستان کو کر دی ہے۔

مہر جند کھنہ گرفتار کر لئے گئے

پشاور ۱۰ نومبر۔ صوبہ سرحد کے سابق کانگرسی وزارت کے وزیر مسٹر مہر چند کھنہ آرمز ایکٹ کی دفعہ ۲۴ کے ماتحت گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

جوناگڑھ کے نظم و نسق میں مداخلت

بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی ہے

کراچی ۱۱ نومبر۔ حکومت پاکستان نے جوناگڑھ پر ہندوستانی حکومت کے قبضہ کے خلاف شدید احتجاج پر مشتمل نوٹ حکومت ہند کو روانہ کیا ہے اس نوٹ میں کہا گیا ہے۔ کہ ریاست جوناگڑھ کی خودمختاری پاکستان کے قیام کے بعد ریاست کے نواب یا نواب کو حکومت ہند سے کسی مستقل یا عارضی سمجھوتہ کرنے اور اس سلسلے میں گفت و شنید کا کوئی موقع حاصل نہیں رہا تھا۔ ان حالات میں حکومت ہند نے اپنی فوجیں ریاست میں بھیج کر بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔ نہ اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے اس وقت تک دونوں ڈومینینز کی کانفرنس بلانا بالکل بے معنی ہے۔ جب تک کہ ہندوستان کی حکومت جوناگڑھ کے علاقہ سے اپنی فوجیں نہیں ہٹا لیتی۔ اور ریاست کا نظم و نسق نواب صاحب جوناگڑھ کو نہیں سونپ دیتی۔

دیوناگری رسم الخط کی مخالفت

لکھنؤ ۱۱ نومبر۔ یو۔ پی کی لیگ اسمبلی پارٹی نے ایک قرارداد میں ان مسلمانوں سے اظہار ہمدردی کیا ہے جنہیں فرقہ وارانہ فساد میں نقصان پہنچا ہے۔ نیز صوبائی حکومت سے صوبائی زبان بنانے اور دیوناگری رسم الخط کے سرکاری طور پر رائج کرنے کے خلاف شدید احتجاج کیا ہے

مہاراشٹر کی آزادی کی حمایت

مسٹر ظفر اللہ کریں گے

لیگ سکریٹریٹ دہلی ۱۰ نومبر۔ آج جمعہ روز کے اندر اندر پہلی مرتبہ جلس اقوام متحدہ میں مہاراشٹر کی آزادی کا مسئلہ زیر بحث آنیوالا ہے۔ اسی لئے اس کے ساتھ ساتھ پانچوی مہاراشٹر کی آزادی کا مسئلہ زیر بحث آئے گا۔

معلوم ہوا ہے پاکستان ڈیلیگیشن کے قائد مسٹر محمد ظفر اللہ خان صاحب اقوام متحدہ کی پولیٹیکل کمیٹی میں کشمیر پر بحث کے دوران میں پانچوی مہاراشٹر کی آزادی کے سوال کو بھی اٹھائیں گے۔

مشرقی پنجاب کی اسمبلی میں مخالف پارٹی کا جشن

علم دوستی کا عجیب و غریب اظہار

مشرقی پنجاب کی مجلس آئین ساز کا بجٹ سیشن گذشتہ روز کے بعد ہفتے کے روز ختم ہو گیا۔ اس موقعہ میں کل ستر ممبروں نے بجٹ پاس ہوئے۔

سردار بھوپ سنگھ دکانگرس بنچ کے یونیورسٹی بل کے متعلق تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مشرقی پنجاب کی یونیورسٹی کو پونجاب سے تبدیل دی۔ دکھایا جائے گا۔ اس سلسلہ کا جو بل پیش کیا جائے گا اس میں پروفیسروں اور تعلیمی کتب تصنیف کرنے والوں کیلئے شراب و کباب کا انتظام ہو سکے۔ ایک اخباری نمائندے کا بیان ہے۔ کہ اسمبلی کی کاروائی کا عام معیار مضحکہ خیز طور پر پست تھا۔ یہاں تک کہ کانگرسی وزراء تک نے ایک بار اخبار نویسوں کو بھی بار بار کہہ کر خطاب دیا ہے۔ نیز اسمبلی کے جو حصہ دار اکثریں پیش کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ اور ایک زبردست مخالف پارٹی کے کھڑے ہو جانے کا قوی امکان پیدا ہو گیا ہے۔

Digitized by Siddiqui Library Rabwah